ڈاکٹر علیم اشرف خان
سینئر لکچرار شعبۂ فارسی دہلی یونیورسٹی

رامپور رضا لائبریری میں

میر سید علی ہمدانی کے قلمی نسخے

ایک تعارف

نوابین رامپور کا علمی وادبی تحفہ رامپور رضا لائبریری مشرقی علوم کے قلمی نسخوں کا عظیم الشان اور بیش بہا سرمایہ ہے جس میں اردو، فارسی، عربی، پشتو اور سنسکرت کے مایۂ ناز اور نادر شاہکار محفوظ ہیں اور مشرقی علوم کی کسی بھی شاخ میں تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ لائبریری مشکلات کے حل کا ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا ہے جسکی توضیح سے چھپے ہوئے گوشوں اور حقائق سے بہ آسانی پردہ ہٹایا جاسکتا ہے۔

میر سید علی ہمدانی کو عام طور سے تذکرہ نگاروں نے ''علی'' کے نام سے یاد کیا ہے اور کبھی کبھی انکے اشعار میں تخلص کے طور پر ''علایی'' بھی ملتا ہے آپکے مشہور ومعروف القاب میں امیر کبیر، علی ثانی، شاہِ ہمدان اور عام طور سے میر (امیر) سید علی ہمدانی ذکر ہوا ہے آپکے والد سید شہاب الدین ہمدان کے حاکم کے نائب اور امیر تھے اسی مناسبت سے انکے نام میں بھی ''امیر'' لگایا جاتا ہے۔ میر علی ہمدانی ۱۲ رجب المرجب ۷۱۴ ہجری قمری/ ۲۲ اکتوبر ۱۳۱۴ عیسوی کو مغربی ایران کے شہر ہمدان میں پیدا ہوئے۔ میر سید علی ہمدانی کے والد کا سلسلہ ۱۲ واسطوں سے حضرت

علی تک پہنچتا ہے اسلئے وہ ساداتِ حسینی میں ہیں۔ آپکی والدہ سید فاطمہ (سیدہ) کا نسب بھی ۱۷ واسطوں سے حضرت رسول مقبول ﷺ پر منتہی ہوتا ہے۔

میر سید علی ہمدانی نے اپنے ایک مرید سے کہا تھا: ''در امورِ والد التفات نمی کردیم، بدان سبب کہ او حاکم بود در ہمدان و ملتفت بہ سلاطین و امراؑ'' (شرح حال میر سید علی ہمدانی، فصل اوّل: ص: ۹)

ظاہر ہے میر سید علی ہمدانی اس گروہ کے قافلہ سالار تھے جو سلاطین، حکماؑ اور امرا سے کسی قسم کا تعلق رکھنا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ ہمدان کے علوی سادات عہد سلاجقہ (سلجوقی عہد) سے ہی بہت معزز و محترم اور بااثر لوگوں میں تھے اور ہمدان کے اکثر متعلقین حکومت اسی خاندان سے تھے۔ آپکے ماموں سید علاء الدولہ سمنانی بھی میدانِ تصوف میں داخل ہونے سے قبل سمنان کے حاکم تھے مزید ان حضرات کے بارے میں جو کچھ بھی اطلاعات ملتی ہیں وہ ''تاریخ اولجاتیو'' میں موجود ہیں۔ خلاصۃ المناقب کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر سید علی ہمدانی کی تربیت میں انکی والدہ اور انکے ماموں سید علاء الدولہ (علاء الدین) سمنانی کا زیادہ حصہّ تھا۔ آپ نے ابتدائی زمانے میں قرآنِ مجید حفظ کیا اور اسکے بعد علوم مروّجہ و تصوّف کی طرف مائل ہوئے۔ ذکر کی تعلیم آپ نے اخی علی دوسی سے حاصل کی اسکے بعد آپ شیخ شرف الدین محمود مزدقانی رازی (متوفی ۷۶۶ ہجری قمری) سے ملحق ہوئے جنھوں نے آپکی معنوی تربیت کی نیز سفر و حضر میں بھی میر علی ہمدانی کی تربیت کرتے رہے۔

میر سید علی ہمدانی تصوف میں ''کبرویہ'' سلسلہ کے بزرگ ہیں۔ اس سلسلے کے مؤسس شیخ ابوالجناب نجم الدین طامتہ الکبری خیوقی (مقتول ۶۱۶ ہجری قمری) ہیں اور آج بھی ہمدان اور کشمیر کی خانقاہوں میں کبرویہ سلسلے کے صوفیا ذکر و اوراد میں مشغول ہیں۔ میر سید علی ہمدانی کو ۳۴

بزرگوں اور ولی اللہ لوگوں سے خرقے اور اجازت نامے عطا ہوئے تھے۔

سید علی ہمدانی نے ۲۰ سال کی عمر میں (۷۳۳ہجری/۱۳۳۲عیسوی) اپنے سفر کا آغاز کیا اور ۴۱ سال کی عمر (۷۵۳ہجری/۵۳-۱۳۵۲عیسوی) میں یہ سفر پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ انہوں نے اپنے سفر کو کبھی صفحۂ قرطاس پر مُقیّد نہیں کیا ورنہ کسی بھی طرح وہ اپنے معاصر ابن بطوطہ (۷۰۳ہجری۔ ۷۷۹ہجری) کے سفر نامے سے کم اہمیت کا حامل نہ ہوتا، البتہ انکے سفر کے حالات اور واقعات سے متعلق نہایت کم اطلاعات ''خلاصتہ المناقب'' یا ''مستورات'' میں مل جاتی ہیں۔

میر علی ہمدانی نے مزدقان، بلخ، بخارا، بدخشان، ختا، یزد، ختلان (کلاب یا کولاب) بغداد، ماورائُ النہر، شیراز، اردبیل، مشہد، شام، سراندیپ (سیلان)، ترکستان، کشمیر اور لدّاخ کے علاوہ ''مستورات'' کے مطابق فریضۂ حج کی ادائیگی بھی کی اور اسی کے ساتھ تمام عرب ممالک کی سیاحت کی۔ چالیس سال کی عمر تک آپ نے مجردانہ زندگی کی مگر شیخ محمد بن محمد اذکانی کے اصرار پر ہمدان میں شادی کی جس پر شیخ اذکانی نے انہیں لڑکے کی بشارت بھی دی اور شادی کے ۲۰ سال بعد یعنی ۷۷۴ہجری میں انکے یہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی۔ میر سید علی ہمدانی سفر کے دوران ۷۴۰ہجری/۴۰-۱۳۳۹عیسوی میں کشمیر آئے مگر واپسی پر انہوں نے ۷۶۰ہجری/۵۹-۱۳۵۸ عیسوی میں ہمدان کے دو بزرگوں (میر سید حسین سمنانی اور میر سید تاج الدین سمنانی مدفونِ کشمیر) کو ہمدان سے کشمیر بھیجا۔ میر سید علی ہمدانی ہمدان میں ''گنبد علویان'' میں ذکر و اوراد میں مشغول رہتے اور کبھی کبھی طلّاب (دینی مدارس کے طلبأ) کو بھی درس دیا کرتے تھے۔

میر سید علی ہمدانی ایک کثیر التصانیف بزرگ تھے آپکی کل تالیفات جس میں بڑی چھوٹی کتابیں اور رسائل سبھی تقریباً ۱۷۰ (ایک سو ستر) ہو جاتی ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اس تعداد میں

کچھ ایسی کتابیں اور رسائل بھی ہیں جو میر علی ہمدانی سے منسوب ہو گئے ہیں تاریخ میں یہ بھی ملتا ہے کہ ۷۷۲ ہجری/ ۷۱-۱۳۷۰ عیسوی میں میر علی ہمدانی کو خراسان میں امیر تیمور گورگانی سے بر خورد ہوئی جس کے باعث انہوں نے کشمیر مہاجرت کی اور آخری مرتبہ آپ ۷۸۵ ہجری میں کشمیر آئے اور ۷۸۶ ہجری تک یہیں مقیم رہے۔ کچھ حضرات میر سید علی ہمدانی کے سفرِ کشمیر کو غیبی حکم بھی مانتے ہیں۔ سید علی ہمدانی تقریباً ۵ سال کشمیر اور اسکے نواح میں رہے اس دوران آپ نے کئی خانقاہیں اور مساجد بنوائیں اور بقول استاد علی اصغر حکمت: ''در ظِلّ حمایت قطب الدین پادشاہ نومسلمان آن سرزمین بہ تعلیم و تبلیغ دین حنیف پرداخت وصد ہا ہزار ہندوانِ آن ناحیہ را بہ مذہب اسلام درآورد''۔ (یغما،۲ص:۲۴۴)

سید میر علی ہمدانی اپنے مریدوں سے اکثر کہتے تھے کہ رسول اکرمؐ کی حدیث کو حرزِ جان بناؤ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ''بہترین جہاد یہ ہے کہ جابر اور ظالم بادشاہ کے حضور، حق بات کہی جائے''۔ مزید ایک تلقین میں فرمایا تھا: ''......اگر جملہ زمین آتش گیرد واز آسمان شمشیر بارد، آنچہ حق باشد نپوشدو بہ جہت مصلحت فانی، دین بہ دنیا نفروشد''۔ (شرح احوال میر سیدعلی ہمدانی، فصل چہارم،ص:۳۷)

میر سید علی ہمدانی ۷۵۶ ہجری/۱۳۵۵ عیسوی میں نوشیروان عادل ایلخانی کی وفات کے بعد واقع طوائف الملوکی سے بددل ہو کر ختلان کے طوطی شاہ کے ایک گاؤں (موجودہ کلاب، تاجیکستان)؛ ہجرت کر گئے اور روسی عالم کولاکویف کے مطابق: سید علی ہمدانی نے خطہ ختلان میں ایک گاؤں خرید کر اسے فی سبیل اللہ وقف کر دیا اور وہاں ایک مدرسہ اور خانقاہ بھی بنوائی یہیں انہوں نے اپنی قبر کے لیے بھی جگہ مخصوص کردی تھی کہ وفات کے بعد انہیں اِسی جگہ دفن کیا جائے''۔

میر سید علی ہمدانی نے ۷۸۶ہجری/۱۳۸۵عیسوی میں دارِ فانی سے کوچ کیا اور انکی آرامگاہ آج بھی مرجع خلائق ہے مشہور شاعر علاّمہ اقبالؔ نے شاہِ ہمدان کو ایک منظوم خراجِ عقیدت میں لکھا ہے:

سید السادات سالارِ عجم — دست او معمار تقدیرِ اُمم

تا غزالی درس اللہ ہو گرفت — ذکر و فکر از دودمانِ او گرفت

سید آن کشور مینو نظیر — میر و درویش و سلاطین را مشیر

خطہ را آن شاہ دریا آستین — داد علم و صنعت و تہذیب و دین

آفرید آن مرد ایرانِ صغیر — با ہنر ہای غریب و دل پذیر

یک نگاہ او کشاید صد گرہ

خیز و تیرش را بدل راہی بدہ

میر سید علی ہمدانی تقریباً ۷۰ کتابوں اور رسائل کے مؤلف ہونے کے باوجود شاعر بھی تھے اور علیؔ تخلص کرتے تھے۔ آپکا رسالہ ''اورادِ فتحیہ'' آج بھی کشمیر میں اوراد و وظائف میں مقبول ترین شمار ہوتا ہے۔ آپکے وہ رسائل جو مبتدیوں کے لیے ہیں جیسے ''آدابِ سفر'' اور ''چھل مقام صوفیہ'' نہایت سادہ زبان میں ہیں جبکہ ''قبات'' اور ''ذکریہ'' جو مخصوص لوگوں کے لیے تالیف کئے گئے ہیں انکا طرز نگارش نہایت مصنوع، مسجع اور مقفیٰ ہے خود میر علی ہمدانی نے اپنے رسالے ''فتوتیہ'' کے آغاز میں درج کیا ہے کہ میرا طرز نگارش ہم عصروں جیسا ہے۔ نیز فارسی ادب کی تحقیقات اس طرح واضح اشارہ کرتی ہیں کہ ۸ویں صدی ہجری میں فارسی میں سادگی اور پر تکلف اور مصنوع دونوں ہی طرح کی روشیں رائج تھیں اس لیے میر سید علی ہمدانی کا طرز نگارش بھی سادہ، سہل اور کبھی مقفیٰ اور مسجع ہے۔

ذخیرۃ الملوک: میر علی ہمدانی کی سب سے مشہور و مایۂ ناز تصنیف ''ذخیرۃ الملوک'' ہے جو علمِ اخلاق اور شہری سیاست کے ضوابط و اصولوں سے متعلق ہے یہ فارسی میں اخلاقِ ناصری (تألیف خواجہ نصیر الدین طوسی متوفی ۶۷۲ ہجری) کے بعد تالیف ہوئی اس لیے نہایت اہمیت کی حامل ہے اسکے بعد ہمیں اخلاق جلالی (تألیف علامہ جلال الدین محمد دوّانی متوفیٰ ۹۰۸ ہجری) اور ملا محمد واعظ کاشفی (متوفی ۹۱۰ ہجری) کی تالیف اخلاقِ محسنی ملتی ہیں۔مگر ذخیرہ الملوک لہجہ اور مضمون کے لحاظ سے نہایت بے باکانہ اور ناصحانہ انداز میں لکھی گئی ہے یہ کتاب جیسا کہ اسکے مقدمے میں بیان ہوا ہے بادشاہوں، امراء، وزراء نیز ارادت مندوں کی نصیحت ورہبری کے لیے تالیف ہوئی ہے یہ کتاب اتنی اہم ہے کہ اسکا لاطینی، فرانسیسی، ترکی اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے مزید کئی مرتبہ کچھ حصے پشتو میں بھی ترجمہ ہوئے ہیں۔ذخیرۃ الملوک کے سات قلمی نسخے فرہنگستان (اکیڈمی آف سائنسز) تاشقند، چار قلمی نسخے برلن یونیورسٹی لائبریری، لندن میں ۳ قلمی نسخے، کتابخانہ سلیمانیہ استانبول (ترکی) میں ۳ قلمی نسخے، رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں (۱) قلمی نسخہ، کابل میوزیم میں ۴ قلمی نسخے، مولانا آزاد لائبریری علی گڈھ میں دو قلمی نسخے، مزید براں بمبئی یونیورسٹی نیشنل میوزیم فرانس، ببلو تھیکا پیرس، برٹش میوزیم، باڈلین میوزیم آکسفورڈ، میسور یونیورسٹی لائبریری اور دیگر شخصی اور غیر سرکاری اداروں میں بھی ''ذخیرۃ الملوک'' کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

رامپور رضا لائبریری میں ذخیرۃ الملوک کے سات قلمی نسخے موجود ہیں جنکی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ ذخیرۃ الملوک - نام مولف: میر سید علی ہمدانی - نام کاتب و سال کتاب: منصور بن لطف اللہ ختلانی، ۸۸۳ ہجری - ردیف کتابخانہ: ۱۳۶۴۳، شمارہ کتاب: ۱۷۷۸، اب

تعداد اوراق: ۱۷

۲۔	شمارہ کتاب: ۱۷۸۰	ردیف کتابخانہ: ۱۴۱۷م	تعداد اوراق: ۷۲
۳۔	شمارہ کتاب: ۱۷۸۱	ردیف کتابخانہ: ۴۱۹م	تعداد اوراق: ۲۴۹
۴۔	شمارہ کتاب: ۱۷۸۲	ردیف کتابخانہ: ۳۶۱۰م	تعداد اوراق: ۲۷۷
۵۔	شمارہ کتاب: ۱۷۸۲	ردیف کتابخانہ: ۱۴۱۲۳	تعداد اوراق: ۱۸۶
۶۔	شمارہ کتاب: ۱۷۸۳	ردیف کتابخانہ: ۱۰۳۶۶	تعداد اوراق: ۱۶۴
۷۔	شمارہ کتاب: ۱۷۷۹	ردیف کتابخانہ: ۴۱۸	تعداد اوراق: ۲۳۶

نام کاتب وسال کتابت: "۱۰۱۴ ہجری العبد المذنب محمد بہجت کتابخانہ نواب نامدار خیر خواہ اہل، نواب مرزا سیف اللہ بتاریخ ۲۲ شہر جمادی الآخر روز جمعہ کہ خطبہ دار السلطنت والخلافہ حضرت ظلِ الٰہی شاہ سلیم غازی خلد اللہ ملکہ ابداً واقع شد"۔ (ترقیمہ)

مطبوعہ ذخیرۃ الملوک:

۱۔ امرتسر سے نیاز علی خاں کے اہتمام میں ۱۳۲۱ ہجری میں چھپی۔

۲۔ بہاولپور (پاکستان) سے ۱۹۰۵ عیسوی میں چھپی۔

۳۔ بمبئی سے بغیر سنہ کے چھپی۔

جس میں امرتسر سے چھپی کتاب پُر از اغلاط ہے مگر طباعت کے اعتبار سے بہاولپور اور بمبی سے بہتر ہے۔

مراۃ التائبین: یہ رسالہ چار ابواب پر مشتمل ہے جس میں باب اول: توبہ کی حقیقت پر بابِ دوم: وہ چیزیں جن سے توبہ واجب ہے۔ بابِ سوم: توبہ کی شرائط اور بابِ چہارم: توبہ پر تادیب کے اسباب پر واقع ہے۔

کتابخانہ ملی تہران میں اسکے دو قلمی نسخے، مجلس شورای ملّی تہران میں ایک قلمی نسخہ، دانشکدۂ ادبیات تہران میں ایک قلمی نسخہ، برٹش میوزیم میں ایک قلمی نسخہ اور اکیڈیمی آف سائنسز تاشقند میں تین قلمی نسخے مزید براں رامپور رضا لائبریری میں مرآۃ التائبین کے درج ذیل دو قلمی نسخے موجود ہیں:

ا۔شمارہ کتاب:۳۷۷، سنہ کتابت:۹۶۰ ہجری، تعداد اوراق:۲۰۷ب سے ۲۴۴الف تک

۲۔شمارہ کتاب:۷۸۷، سنہ کتابت:۹۵۱ ہجری، تعداد اوراق:۲۶۰ب سے ۲۸۷الف تک

مشارب الاذواق (شرح قصیدہ خمریہ میمیہ ابن فارض مصری):

یہ شیخ عمر بن ابی الحسن کے معروف متصوفانہ قصیدے خمریۂ میمیہ کی شرح ہے جو میر سید علی ہمدانی نے لکھی ہے اس مطبوعہ قصیدے میں ۴۱ اشعار ہیں مگر میر علی ہمدانی نے صرف ۳۲ بیت کی شرح کی ہے۔ اسکے قلمی نسخے کتابخانہ دانشکدۂ حقوقی تہران میں ایک، کتابخانہ دانشکدہ ادبیات تہران (امام جمعہ کرمانی کلکشن) میں ۲ نسخے، انڈیا آفس لندن میں ایک نسخہ، تاشقند میں مشارب الاذواق کے نام سے ۳ قلمی نسخے، پنجاب پبلک لائبریری لاہور (پاکستان) میں (۱) قلمی نسخہ، برٹش میوزیم میں ایک قلمی نسخہ نیز ایا صوفیہ ترکی اور ینٹل لائبریری پیرس کے قلمی نسخوں کی مائیکروفلم تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں موجود ہیں۔

اتفاقاً مشارب الاذواق کا کوئی قلمی نسخہ رامپور رضا لائبریری میں موجود نہیں ہے مگر اس کی اہمیت کے باعث میں نے اسکے قلمی نسخوں کو دنیا کی دیگر لائبریریوں اور میوزیم کے حوالے سے متعارف کرایا ہے۔

اورادفتحیہ: میر سید علی ہمدانی نے اورادِفتحیہ کو اپنے مریدوں، طالبان وذاکران کے لیے جمع کیا تھا اور یہ اوراد اس قدر مقبول ہوئے کہ آج تک کشمیر کے علاقے میں واقع مساجد میں طلاب

انکاورد کرتے ہیں۔ اسکے قلمی نسخوں میں برٹش میوزیم میں انسخہ، تاشقند میں ۲ نسخے، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، کلکتہ میں انسخہ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں اقلمی نسخہ مزید تاجیکستان کی اکیڈیمی آف سائنسز میں بھی اسکا قلمی نسخہ موجود ہے۔

رامپور رضا لائبریری میں اسکا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

شمارہ کتاب: ۷۶۴ نام کاتب وسال کتابت: ۹۱۹ ہجری قمری

تعداد اوراق: ۱۶۶ الف تا ۱۷۴ ب

اورادِ فتحیہ اب تک تین مرتبہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔

۱۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں کانپور سے

۲۔ ۱۳۴۴ ہجری قمری میں لاہور سے

۳۔ ۱۹۳۳ عیسوی میں امرتسر سے

سیر الطالبین: اس رسالے کا موضوع سیر و سلوک، تزکیہ و تطہیر نفس ہے یہ میر سید علی ہمدانی کے ایک عقیدت مند برُہان بن عبد الصمد نے مختلف اوقات کے پراکندہ نوشتجاب کو اکٹھا کر کے مرتب کیا ہے جسمیں طالبانِ راہِ خداوندی کی زندگی اور انکی سیرت کا بیان ہے اسکا ایک شعر متصوفانہ بیان کا غمّاز ہے:

گر نسیم وادی اسرار خواہی تن گداز
در تجلی جمال یار خواہی جان بباز

تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں اسکا ایک قلمی نسخہ، آستانِ قدس رضوی مشہد میں ۲ قلمی نسخے، برٹش میوزیم میں ۲ قلمی نسخے موجود ہیں۔ رامپور رضا لائبریری میں سیر الطالبین مکتوباتِ امیریہ کے ۲ قلمی نسخے تاجیکستان (تاشقند)، ۳ قلمی نسخے تہران میں، برٹش میوزیم میں

ایک قلمی نسخہ، انڈیا آفس لائبریری (لندن) میں ایک قلمی نسخے کے علاوہ رامپور رضا لائبریری میں درج ذیل چار قلمی نسخے موجود ہیں:

۱۔ شمارہ کتاب: ۷۶۴ سنہ کتابت: ۹۱۹ ہجری قمری تعداد اوراق: ۱۳۸ الف تا ۱۴۲ الف

۲۔ شمارہ کتاب: ۷۷۳ سنہ کتابت: ۹۱۵ ہجری قمری تعداد اوراق: ۳۵ ب تا ۳۷ ب

۳۔ شمارہ کتاب: ۷۸۷ سنہ کتابت: موجود نہیں تعداد اوراق: ۶۳ ب تا ۶۷ الف

۴۔ شمارہ کتاب: ۷۶۴ سنہ کتابت: ۹۱۹ ہجری قمری تعداد اوراق: ۱۳۸ الف تا ۱۴۲ الف

رسالہ عقلیہ: رسالہ عقلیہ، عقل انسانی کی فضیلت بالخصوص آیاتِ قرآن مجید، احادیثِ پیغمبرؐ، اقوال صحابہ، تابعین اور بزرگوں کے اقوال میں دو ابواب پر مشتمل ہے۔ اسکے قلمی نسخے تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں ایک، آستانِ قدس رضوی مشہد میں اقلمی نسخہ، برٹش میوزیم میں اقلمی نسخہ، اکیڈیمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں انسخے کے علاوہ رامپور رضا لائبریری میں رسالہ عقلیہ کے درج ذیل ۳ قلمی نسخے محفوظ ہیں۔

۱۔ شمارہ کتاب: ۷۷۳ سنہ کتابت: ۹۵۱ ہجری قمری تعداد اوراق: ۱۲۸۴ الف تا ۲۹۴ ب

۲۔ شمارہ کتاب: ۷۶۴ سنہ کتابت: ۹۵۱ ہجری قمری تعداد اوراق: ۳۳۲ الف تا ۳۴۱ ب

۳۔ شمارہ کتاب: ۲۴۹۱ ب عربی شامل سلوک عربی ۴۴۹ قدیم۔

رسالہ داؤدیہ: یہ محض ۶ صفحات کا ایک خط ہے جسے وصیت نامہ کہنا چاہئے۔ میر سید علی ہمدانی نے اپنے مرید یا دوست داؤد کے لیے لکھا تھا۔ اسکے ۲ قلمی نسخے تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری، برٹش میوزیم میں ایک قلمی نسخہ، اکیڈیمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں ۲ قلمی نسخوں کے علاوہ رامپور رضا لائبریری میں اسکا درج ذیل ایک قلمی نسخہ موجود ہے جسکا شمارہ کتاب ۷۷۳ ہے یہ ۹۵۱ ہجری کا کتاب چہ ہے اور اسکے اوراق کی تعداد ۳۷۱ الف تا ۳۷۳ ب ہے۔ اس رسالے

کے عنوان کو اہل کمال کی سیرت وآداب کے نام سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔

رسالہ وارداتِ امیریہ: یہ رسالہ مناجات اور وِرد کی کیفیت کا حامل ہے اور اسے پڑھنے سے خواجہ عبداللہ انصاری ہروی (متوّفی ۴۸۱ ہجری قمری) کی تالیف ''مناجات'' یاد آجاتی ہے جس میں انہوں نے نہایت مقفّیٰ ومسجّع عبارتوں کا استعمال کیا ہے یہ بہت چھوٹا فقط ۷ برگ (۱۴صفحات) پر مشتمل ہے جس میں شیخ ابوالحسن خرقانی (متوّفی ۴۲۵ ہجری) کے روحانی کمالات وخرقِ عادات کا ذکر موجود ہے اسکے ۲ قلمی نسخے کتابخانۂ ملی تہران میں ۲ قلمی نسخے تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں، ۲ قلمی نسخے آستان قدس رضوی مشہد میں، ۳ قلمی نسخے اکیڈیمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) کے علاوہ رامپور رضا لائبریری میں اسکے درج ذیل ۴ قلمی نسخے موجود ہیں:

۱۔ شمارہ کتاب: ۷۶۴ سنہ کتابت: ۹۱۹ ہجری قمری تعداد اوراق: ۱۵۴ الف تا ۱۶۰ الف

۲۔ شمارہ کتاب: ۷۷۳ سنہ کتابت: ۹۵۱ ہجری قمری تعداد اوراق: ۳۲۳ ب تا ۳۳۰ الف

۳۔ شمارہ کتاب: ۸۶۹ سنہ کتابت: ۱۰۱۴ ہجری قمری تعداد اوراق:

۴۔ شمارہ کتاب: ۷۸۴ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۱۲۷ ب تا ۱۳۲ الف

رسالہ دہ قاعدہ: میر سید علی ہمدانی نے رسالہ دہ قاعدہ نہایت سادہ زبان میں اپنی نثر کو سجانے اور سنوارنے کے لیے جابجا فارسی اشعار کا استعمال کیا ہے جس سے انکے عام سالکین کو فائدہ ہو۔ ''الاصول العشرہ'' یا ''دہ قاعدہ'' میں درج ذیل دس چیزوں کو موردِ بحث قرار دیا ہے:

۱۔ توبہ ۲۔ زہد ۳۔ توکّل ۴۔ قناعت
۵۔ عزلت ۶۔ ذکر ۷۔ توجہ ۸۔ صبر
۹۔ مراقبہ ۱۰۔ رضا

میر سید علی کا رسالہ دہ قاعدہ بہت مقبول ومعروف رسالوں میں شامل ہے اس لیے اسکے

قلمی نسخے کافی دستیاب ہیں ان میں کچھ تو مُطلّا و مذہب بھی ہیں جن میں نہایت خوبصورت سونے کی گل کاری دیکھنے کو ملتی ہے اسکے ۱۶ قلمی نسخے تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں، انسخہ پارلیمنٹ (مجلس) کی لائبریری تہران میں، ۲ نسخے آستانِ قدس رضوی مشہد میں، ۲ نسخے دانشکدۂ ادبیات اصفہان کی لائبریری میں، ۲ نسخے (استاد علی اصغر حکمت کلکشن) دانشکدۂ ادبیات تہران میں، انسخہ باڈلین (آکسفورڈ) میں، انسخہ برٹش میوزیم میں، ۲ نسخے اکیڈمی آف سائنسز تاشقند تاجیکستان) میں اور درج ذیل ۵ قلمی نسخے رامپور رضا لائبریری میں موجود ہیں۔

۱۔ شمارہ کتاب: ۷۶۴ سنہ کتابت: ۹۱۹ ہجری قمری تعداد اوراق: ۱۷۵ الف تا ۱۷۸ اب

۲۔ شمارہ کتاب: ۷۷۳ سنہ کتابت: ۹۵۱ ہجری قمری تعداد اوراق: ۳۰۶ ب تا ۱۳۰ اب

۳۔ شمارہ کتاب: ۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۱۳۳ اب تا ۱۳۲ اب

۴۔ شمارہ کتاب: ۷۵۵ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۱۵۰ اب تا ۱۵۳ الف

۵۔ شمارہ کتاب: ۷۶۱ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۱۲۶ الف تا ۲۸ ب

ایک فرانسیسی عالم مولہ مارین نے کتاب ''فرہنگ ایران زمین، دفتر اوّل، سال ۱۳۳۷ ہجری شمسی میں تصحیح و مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جناب منوچہر محسنی نے اپنی کتاب '' تحقیق دراحوال و آثار نجم الدین کبری اویسی'' میں ۱۳۴۶ ہجری شمسی میں شائع کیا ہے۔ مزید اس رسالے کو ڈاکٹر محمد ریاض نے ادارۂ آئینہ ادب لاہور سے ۱۹۷۱عیسوی میں حکومتِ آزاد جموں کشمیر (مظفر آباد) کے مالی تعاون سے ایک مجموعے کی شکل میں ایک مقدمے اور تصحیح کے ساتھ ''ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر'' میں شائع کیا ہے۔

رسالہ منامیہ: جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس مختصر ۱۴ اصفحات پر مشتمل رسالے کو میر سید علی ہمدانی نے خواب اور اسکی تعبیرات کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ اسکے ۳ قلمی نسخے تہران یونیورسٹی کی

سینٹرل لائبریری میں، ۲ نسخے کتابخانۂ ملی تہران میں، انسخہ (استاد علی اصغر حکمت کلکش) دانشکدۂ ادبیات تہران میں، انسخہ آستانِ قدس رضوی مشہد میں، ۲ نسخے اکیڈمی آف سائنسز (تاشقند، تاجیکستان) میں، انسخہ برٹش میوزیم میں مزید اسکے علاوہ درج ذیل ۴ قلمی نسخے رامپور رضا لائبریری میں موجود ہیں:

۱۔شمارہ کتاب:۷۶۴ سنہ کتابت:۹۱۹ہجری قمری تعداداوراق:۳۴۲۰الف تا۳۴۷ب

۲۔شمارہ کتاب:۷۷۳ سنہ کتابت:۹۵۱ہجری قمری تعداداوراق:۳۱۴ب تا۳۲۰ب

۳۔شمارہ کتاب:۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداداوراق:۵۹ب تا۶۲ب

۴۔شمارہ کتاب:۷۶۹ سنہ کتابت:۱۰۱۴ہجری

رسالہ ہمدانیہ: میر علی ہمدانی کے ایک مرید نے ان سے ہمدان کے معنی پوچھے تو آپ نے اسکی شرح تین طریقوں سے بیان کی ایک: اگر سکونِ میم کے ساتھ پڑھا جائے تو یمن کا ایک موضع ہے اگر فتح میم سے پڑھا جائے تو عراق کا موضع ہوجاتا ہے اور اگر متصوفانہ معنی لیے جائیں تو فقط ذاتِ باری تعالیٰ ہے جو سب کچھ جانتا ہے یہ ۸ صفحات کا چھوٹا رسالہ ہے۔

اسکے ۲ قلمی نسخے تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں، انسخہ برٹش میوزیم میں، ایک نسخہ نیشنل میوزیم (کراچی) میں اور دو نسخے اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) کے علاوہ رامپور رضا لائبریری میں اسکے درج ذیل تین نسخے موجود ہیں:

۱۔شمارہ کتاب:۷۷۳ سنہ کتابت:۹۵۱ہجری قمری تعداداوراق:۱۳۱۱الف تا۱۳۱۴الف

۲۔شمارہ کتاب:۸۶۹ سنہ کتابت:۱۰۱۴ہجری تعداداوراق:۱۲۰۰الف تا۲۰۳

۳۔شمارہ کتاب:۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداداوراق:۱۴۸ب تا۱۵۱الف

یہ رسالہ عربی و فارسی کی کمال آمیزش کا نمونہ ہے۔

۱۔ معرفتِ خداوندی: ایمان کی حدتک۔

۲۔ معرفتِ استدلالی: جسے علم الکلام کے ارباب کسب کرتے ہیں۔

۳۔ معرفتِ شہودی: مخصوص برائے انبیاء اور اسکا کچھ حصّہ اولیا اللہ کو بھی میسرّ ہوتا ہے۔

اس رسالے کا ایک قلمی نسخہ دانشکدۂ ادبیاتِ تہران (استاد علی اصغر حکمت کلکشن) میں، ایک نسخہ سینٹرل لائبریری تہران یونیورسٹی میں، تین نسخے اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں، ایک نسخہ برٹش میوزیم میں اور درج ذیل تین نسخے رامپور رضا لائبریری میں موجود ہیں:

۱۔ شمارہ کتاب: ۳۷۷ سنہ کتابت: ۹۵۱ ہجری قمری تعداد اوراق: ۱۳۷۴الف تا ۱۳۷۶الف

۲۔ شمارہ کتاب: ۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۱۰۰ب تا ۱۰۲الف

۳۔ شمارہ کتاب: ۸٦۸ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۱ب تا ۱۴الف

رسالہ فقریہ (نسبت خرقۂ درویشی): یہ رسالہ ملک خضر شاہ حاکم ''کونار'' کے لیے ایک وصیّت نامہ ہے جو ملک خضر شاہ (درویش سیرت حاکم) کے التماس پر تحریر کیا گیا ہے جس میں میر سید علی ہمدانی نے اپنے فقر کے سلسلے کو بھی بیان کیا ہے اسکے دو قلمی نسخے اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں، انسخہ برٹش میوزیم میں، ایک نسخہ مجلس (ایرانی پارلیمنٹ) کی لائبریری میں، اسکا واحد نسخہ رامپور رضا لائبریری میں شمارہ کتاب ۷۸۷ جس میں سنہ کتابت تو درج نہیں ہے البتہ تعداد اوراق میں ۲۳۹ب تا ۲۴۰ب موجود ہے۔

انسان نامہ یا قیافہ نامہ: میر سید علی ہمدانی نے ۱۴برگ (۲۸ صفحات) پر مشتمل اس رسالے کو انسان کی ظاہری ہیئت (قیافہ) پر منحصر کر کے تحریر فرمایا ہے کیونکہ میر سید علی ہمدانی بھی انسانی قیافہ کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ اس رسالے کو ''قیافہ شناسی''، ''علم القیافہ'' اور ''مرأۃ الخیال'' کے نام

سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس رسالے کے قلمی نسخوں میں ایک قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری (لندن) میں، انسخہ باڈلین میں، انسخہ اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں، مزید اسکے درج ذیل دو نسخے انسان نامہ اور قیافہ نامہ کے نام سے رامپور رضا لائبریری میں موجود ہیں:

۱۔ انسان نامہ، شمارہ کتاب: ۷۸۷۔ سنہ کتابت: ندارد۔ تعداد اوراق: ۲۲۹ب تا ۲۳۹ب

۲۔ قیافہ نامہ، شمارہ کتاب: (عجائب المخلوقات، ۴۹) سنہ کتابت: ندارد۔ تعداد اوراق: ۱۴۲الف تا ۱۴۳الف

رسالہ نوریہ: یہ رسالہ خود میر سید علی ہمدانی نے تو نہیں لکھا البتہ کسی مرید نے مختلف رسالوں کے اہم نکات کو یکجا کر دیا ہے کیونکہ اسکے کچھ حصّے میر سید علی ہمدانی کی تالیفات میں عیناً موجود ہیں۔ اس رسالے کا ایک قلمی نسخہ دانشکدۂ ادبیات (استاد علی اصغر حکمت کلکشن) کی لائبریری میں، ایک نسخہ برٹش میوزیم میں، ایک نسخہ اکیڈمی آف سائنسز (تاشقند، تاجیکستان) میں، تین قلمی نسخے آستانِ قدس رضوی، مشہد کی لائبریری میں ایک نسخہ رامپور رضا لائبریری میں شمارہ کتاب: ۷۸۷ میں سنہ کتابت کے ذکر کے بغیر موجود ہے۔

رسالہ وجودیہ: میر سید علی ہمدانی نے اس ۴ برگ (۸ صفحے) پر مشتمل رسالے میں وحدت الوجود سے متعلق عوالم پنجگانہ (غیب مطلق، الوہیت یا جبروت یا عالم اسمأ، عالم ملکوت، عالم انسانِ کامل اور عالم انسانی) سے متعلق بحث کی ہے۔

اسکے دو قلمی نسخے اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں، ایک نسخہ تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری کے (استاد سعید نفیسی کلکشن) میں اور ایک نسخہ رامپور رضا لائبریری میں موجود ہے:

۱۔ شمارہ کتاب: ۷۸۷۔ سنہ کتابت: ندارد تعدادِ اوراق: ۱۰۵ب تا ۱۰۷ب

رسالہ عقبات یا قدوسیہ: میر سید علی ہمدانی نے اس رسالے کو سلطان قطب الدین (۷۷۵۔۷۹۶ ہجری قمری) بادشاہ کشمیر کے التماس پر تحریر کیا جس میں اسے مرشدانہ نصیحت اور پند و اندرز بیان کیا ہے یہ بادشاہ میر سید علی ہمدانی کا مرید تھا۔ رسالہ عقبات کا ایک قلمی نسخہ تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں، ایک نسخہ اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) کے علاوہ درج ذیل ۲ قلمی نسخے رامپور رضا لائبریری میں موجود ہیں:

۱۔ شمارہ کتاب: ۷۷۳ سنہ کتابت: ۹۱۹ ہجری قمری تعداد اوراق: ۱۷۹الف تا ۱۸۴ب

۲۔ شمارہ کتاب: ۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۱۶۹ب تا ۱۷۴ب

یہ رسالہ ''تذکرہ کجی'' کے ساتھ ضمیمہ میں شائع ہوا ہے اور اسکا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''ماہنامہ الحق'' پیشاور (پاکستان) سے ۱۹۷۳ء میں شائع کیا ہے۔

رسالت مشیت: یہ رسالہ راہ خداوندی کے مالکان کی راہنمائی کے لیے میر سید علی ہمدانی نے تحریر فرمایا تھا جسکا مرکزی خیال یہ ہے کہ سالک کو اپنا سب کچھ رضائے الٰہی اور مشیت کے سامنے چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ مجاہدے اور مراقبے کے لیے جلد بازی اور ناشکیبائی (بے صبری) مناسب نہیں ہے۔ اس رسالے کا ایک قلمی نسخہ دانشکدۂ ادبیات تہران کی لائبریری میں استاد علی اصغر حکمت کلکشن میں، ایک نسخہ تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں، ایک نسخہ برٹش میوزیم میں، تین قلمی نسخے اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں اور مزید درج ذیل دو نسخے رامپور رضا لائبریری میں موجود ہیں:

۱۔ شمارہ کتاب: ۷۷۳ سنہ کتابت: ۹۵۱ ہجری تعداد اوراق: ۳۲۱الف تا ۳۲۳الف

۲۔ شمارہ کتاب: ۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۴۱ب تا ۴۴ب

رسالہ حلِّ مشکل: یہ رسالہ ۳ برگ (۶ صفحات) پر مشتمل ہے یہ پورا رسالہ قول ''ای مشکل وحل

مشکل،، کی شرح پر مختص ہے جس میں معرفت کے تین درجے بیان ہوئے ہیں:

اقرب الطریق اذالم یوجد الرفیق (فارسی): اس ۴ برگ (۸صفحات) پر مشتمل رسالے میں میر سیدعلی ہمدانی نے اسکا کمترین فائدہ یہ بتایا ہے کہ اگر کسی مُرشد کا طالب نہ ہو جو اسے نصیحت کرسکتا ہو تو وہ اس رسالے پر عمل کرے انشاءاللہ اپنے مقصود تک پہنچنے میں کامیاب رہے گا۔

اسکے بہت کم قلمی نسخے دستیاب ہیں۔ اسکا ایک قلمی نسخہ اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں دوسرا نسخہ رامپور رضالائبریری میں شمارہ کتاب: ۷۸۷ بغیر سنہ کتابت کے ۲۹۴ب تا ۲۵۶ الف اوراق پر مشتمل ہے۔

رسالہ فتوتیہ (فتوت نامہ، کتاب الفتوۃ): یہ ۳۰ برگ (۶۰ صفحات) پر مشتمل رسالہ میر سیدعلی ہمدانی نے ایک مخصوص اصطلاح (فتی) جس کے معنی عربی میں جوان اور کبھی خدمتگار کے آئے ہیں اِسی کی تشریح وتوضیح میں لکھا ہے کیونکہ فتوت خودایک تحریک کی شکل میں جانی جاتی ہے۔

اسکے دوقلمی نسخے اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں، ایک نسخہ برٹش میوزیم میں، ایک نسخہ پیرس میں، دو نسخے تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں، ایک نسخہ شہید علی پاشالائبریری استانبول (ترکی) میں اور پاکستان کی مختلف لائبریری و میوزیم میں اسکی تیرہ (۱۳) قلمی نسخوں کے علاوہ رامپور رضالائبریری میں اسکے درج ذیل تین نسخے موجود ہیں:

۱۔شمارہ کتاب:۷۶۴ سنہ کتابت:۹۱۹ ہجری قمری تعداداوراق:۱۴۲ب تا ۱۵۴۶الف

۲۔شمارہ کتاب:۷۷۳ سنہ کتابت:۹۵۱ ہجری قمری تعداداوراق:۲۷۰ب تا ۱۲۸الف

۳۔شمارہ کتاب:۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداداوراق:۴۴ب تا ۵۳ب

منہاج العارفین: میر سیدعلی ہمدانی نے اس رسالے میں ۱۴۳ مختلف پندواندرز اور نصیحتوں کو اپنے مریدوں، سالکوں اور عقیدت مندوں کے لیے جمع کیا اور اسکے مقدمے میں یہ بھی لکھ دیا

ہے کہ میں نے اہلِ حکمت اور اہل معرفت کی بتائی ہوئی باتوں کو جمع کر کے اسکا نام منہاج العارفین رکھا ہے۔

اسکا واحد قلمی نسخہ اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں محفوظ ہے مگر رامپور رضا لائبریری میں اسکے درج ذیل دو قلمی نسخے موجود ہیں:

۱۔شمارہ کتاب:۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداداوراق:۲۹۶ب تا۲۹۸ب

۲۔شمارہ کتاب:۷۶۳ سنہ کتابت: ندارد تعداداوراق:۳۹ب تا۴۷ب
(کاتب: احمد حسن الحسینی رامپوری)

ذخیرۃ الملوک کے ساتھ ضمیمہ ہوکر منہاج العارفین امرتسر سے ۱۳۲۱ ہجری میں شائع ہوچکی ہے اور بعد میں اسے تذکرہ شعرائے کشمیر کی جلد۲ کے تکملے میں مرحوم سید حسام الدین راشدی نے پاکستان سے بھی شائع کیا ہے۔

مندرجہ بالا قلمی نسخوں کے علاوہ رامپور رضا لائبریری میں میر سید علی ہمدانی کے درج ذیل چار دیگر رسالوں کے بھی قلمی نسخے موجود ہیں:

(الف) رسالہ تلقیعیہ: جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے مریدوں کے لیے ''تلقین'' کے عنوان سے رقم کیا گیا ہے اسکے دو قلمی نسخے رامپور رضا لائبریری کی زینت ہیں:

۱۔شمارہ کتاب:۷۷۳ سنہ کتابت:۹۵۱ ہجری قمری تعداداوراق:۳۷۶ب تا۳۵۸

۲۔شمارہ کتاب:۷۸۷ سنہ کتابت:۹۵۱ ہجری قمری تعداداوراق:۲۸۷ب تا......

(ب) غایتہِ المکان فی درایتہِ الزمان: ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کتاب ''احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی (باشش رسالہ ازوی) چاپ دوم، مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، شمارہ ردیف:۱۲۱، ۱۹۹۱ عیسوی میں درج کیا ہے کہ یہ تاج الدین محمود اشھنی کی تالیف ہے اور غلطی سے

میر سید علی ہمدانی کے نام منسوب ہوگئی ہے اسکا فارسی متن پاکستان سے شائع ہو چکا ہے مزید
بران اسکا انگریزی ترجمہ کر کے جناب عبدالحمید کمالی نے کراچی سے شائع کیا ہے۔

اسکے درج ذیل دو قلمی نسخے رامپور رضا لائبریری میں موجود ہیں:

۱۔ ردیف کتابخانہ: ۸۷۱۹، شمارہ کتاب: ۸۶۶، تعداد اوراق: ۲۷

۲۔ ردیف کتابخانہ: ۴۱۴۸، شمارہ کتاب: ۸۶۷، تعداد اوراق: ۲۷ب تا ۵۹ الف سنہ کتابت: ۱۲۱۲ ہجری

(ج) رسالہ مشقیہ: یہ رسالہ میر سید علی ہمدانی کی تالیف کے نام سے رامپور رضا لائبریری میں موجود ہے اسکے درج ذیل دو قلمی نسخے ہیں:

۱۔ شمارہ کتاب: ۷۷۳ سنہ کتابت: ۹۵۱ ہجری قمری تعداد اوراق: ۲۶۲ب تا ۲۷۰ الف

۲۔ شمارہ کتاب: ۷۸۷ سنہ کتابت: ندارد تعداد اوراق: ۵۳ب تا ۵۸ الف

(د) رسالہ نفسیہ: ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کتاب ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانیؒ'' میں وضاحت سے تحریر کیا ہے کہ جو رسائل میر سید علی ہمدانی کے تحریر کئے ہوئے ہیں اور میری دسترسی اُن تک نہیں ہو سکی ہے رسالہ نفسیہ بھی اُنہی میں سے ایک ہے۔ مزید یہ بھی لکھا ہے کہ اس رسالے کو ''رسالہ در بیان روح و نفس'' یا ''روح و نفس'' بھی کہا جاتا ہے۔

اسکا ایک قلمی نسخہ اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں ہے مزید انڈیا آفس لائبریری کے کیٹلاگ جلد اوّل، ص: ۴۳۲ پر یہ بھی ذکر موجود ہے کہ میر سید علی ہمدانی کا ''رسالہ نفسیہ'' قاضی حمید الدین ناگوری کے اہتمام سے ۱۳۳۲ ہجری قمری میں دہلی سے شائع ہوا ہے۔

اسکا واحد قلمی نسخہ رامپور رضا لائبریری میں شمارہ کتاب ۷۸۷ پر سنہ کتابت اور کاتب کے ذکر کے بغیر، تعداد اوراق میں ۲۴۰ب تا ۲۹۶ب ضرور درج ہے۔

رامپور رضا لائبریری میں میر سید علی ہمدانی کی فارسی وعربی تالیفات کے ۶۳ قلمی نسخے موجود ہیں جن میں بیشتر قابلِ استفادہ ہیں۔اس لیے اگر میر سید علی ہمدانی پر کوئی بھی تحقیقی کام کرنا ہوتو رامپور رضا لائبریری کے قلمی نسخوں سے مراجعہ کئے بغیر اچھا کام انجام نہیں دیا جاسکتا ہے۔

میر سید علی ہمدانی کی تالیفات میں درج ذیل پینتیس (۳۵) رسالے ایسے ہیں جنکے قلمی نسخے رامپور رضا لائبریری میں موجود نہیں ہیں۔نہایت اختصار کوملحوظ رکھتے ہوئے صرف ان رسائل کے ناموں پر اکتفا کیا جارہاہے:

۱۔رسالہ بہرامشاہیہ	۲۔رسالاہ موچلکہ (مچلکہ)	۳۔چہل مقام صوفیہ
۴۔رسالہ اعتقادیہ	۵۔اصطلاحاتِ صوفیہ	۶۔حقیقت ایمان
۷۔حق الیقین	۸۔حل الفصوص	۹۔درویشیہ
۱۰۔آداب المریدین	۱۱۔اسناداورادفتحیہ	۱۲۔رسالہ مناجات
۱۳۔آدابِ سفرہ	۱۴۔طائفہ مردم	۱۵۔حقیقت نوروتفاصیل انوار
۱۶۔معاش اسالکین	۱۷۔اختیارات منطق الطیر (ہفت وادی)	
۱۸۔فی سوادالليل ولبس الاسود	۱۹۔اسنادحلیہ حضرت رسولؐ	۲۰۔رسالہ سؤالات (کلامی)
۲۱۔مُراداتِ دیوانِ حافظ	۲۲۔فراست نامہ	۲۳۔رسالہ صفریہ
۲۴۔معرفۃ النفس	۲۵۔رسالہ شریفہ در بحث وجود	۲۶۔رسالہ آداب المشائخ
۲۷۔فرہنتِ میر سید علی (درالفاظ قرآن مجید)		
۲۸۔مقالات امیریہ (ممکن ہے مکتوباتِ امیریہ ہی ہو)		۲۹۔دستورالعمل
۳۰۔اخلاق مُحرم یا محترم	۳۱۔رسالہ تاویل	۳۲۔طبقاتِ باطنیہ
۳۳۔ادعیۂ فارسی	۳۴۔مقدمات السالکین	۳۵۔ابنای زمان ومکان

ممکن ہے تحقیق سے یہ بھی انکشاف ہو کہ بیان شدہ پینتیس (۳۵) رسالوں میں سے کچھ وہی ہیں جنکا ذکر دوسرے ناموں سے کیا جاچکا ہو یا یہ مستقل رسائل ہی ہوں۔قرون وسطیٰ میں یہ عام رواج ملتا ہے کہ مریدین کوئی کتاب یا رسالہ لکھ کر عقیدت میں اِسے مرُشد کو معنون کر دیتے تھے۔ بہر حال یہ ایک تحقیق طلب مسئلہ ہے جسکا اس مقالے میں احاطہ کرنا بعید ہے۔میر سید علی ہمدانی جیسی قاموسی شخصیات برسہابرس میں کرۂ ارض پر جلوہ فگن ہوتی ہیں ان کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ نہایت کم عمر میں سفر وحضر کے باوجود اس قدر عالمانہ اور اتنی بڑی تعداد میں کتب ورسائل تالیف کئے، کے نام سے تو کوئی قلمی نسخہ موجود نہیں ہے البتہ میر علی ہمدانی کے نام سے ایک ''رسالۂ تصوف'' ضرور ملتا ہے اور ممکن ہے تحقیق سے یہ پتہ چلے کہ یہ رسالہ وہی سیر الطالبین ہے جسکا شمارہ کتاب: ۸۶۹ ہے اور سنہ کتابت: ۱۰۱۴ ہجری درج ہے۔

رسالہ ذکریہ: یہ رسالہ سلسلہ کبرویہ کے صوفیا کے اذکار واوراد پر مشتمل ہے۔جس میں ذکر کے فوائد بیان ہوئے ہیں اسکی نثر انتہائی پیچیدہ ہے۔جس میں عربی وفارسی کی وہ تراکیب استعمال ہوئی ہیں جنہیں پڑھ کر جوینی کی تاریخ جہانگشا اور مرزبان نامہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

اسکا ایک قلمی نسخہ تہران یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری میں، اکیڈمی آف سائنسز تاشقند (تاجیکستان) میں ۲ قلمی نسخے، آستانِ قدس رضوی مشہد میں ایک نسخہ اور رامپور رضا لائبریری میں اسکے درج ذیل تین قلمی نسخے موجود ہیں۔

۱۔شمارہ کتاب: ۷۶۴ سنہ کتابت: ۹۱۹ ہجری قمری تعداد اوراق: ۱۲۸ الف تا ۱۳۸ الف

۲۔شمارہ کتاب: ۷۷۳ سنہ کتابت: ۹۵۱ ہجری قمری تعداد اوراق: ۲۹۴ ب تا ۳۰۶ الف

۳۔شمارہ کتاب: ۷۸۷ تعداد اوراق: ۳۱ ب تا ۴۰ ب

رسالہ ذکریہ دو مرتبہ دیگر کتابوں کے ساتھ حواشی یا ضمیمہ میں چھپ چکا ہے ایک مرتبہ

،،فصل الخطاب بوصل الاحباب'' تالیف خواجہ ابوالفتح محمد پارسا (متوفی ۸۲۲ ہجری) کی جلد اوّل کے ساتھ تاشقند سے اور دوبارہ ''تذکرہ شیخ کجی'' مولانا نجم الدین طارمی کے اہتمام میں ضمیمہ کی شکل میں۔

مکتوباتِ امیریہ: جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے یہ میر علی ہمدانی کے خطوط ہیں جو انہوں نے مختلف موقعوں پر بادشاہوں، امراء، سالکانِ راہِ حق، دوستوں اور مریدوں کو لکھے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے میر علی ہمدانی کے ۳۱ مکتوبات کو جمع کر کے ''مجلّہ دانشکدۂ ادبیات وعلوم انسانی دانشگاہ تہران کے ۸۱ اور ۸۴ وین شماروں میں ۱۳۵۴ ہجری شمسی میں شائع کئے ہیں۔

عربی کی کتابیں جدُا۔ مزید براں وہ شاعر بھی تھے اور انکا کلام ملتا ہے وہ شاعری میں علی یا علائی دونوں تخلص کرتے تھے۔ اس لیے میر سید علی ہمدانی کے مقطع سے انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے مقالے کو ختم کرتا ہوں:

عشقِ جانان آتش و جانِ علایی خس بوُد
خس چو در آتش فنا شد دیگر اورا خس مخوان